باب۔ ۲۰

ترجمہ

فص یحیویہ

حکمت جلالیہ

حکمت جلالیہ، اسما میں پہلی حکمت ہے۔ جلال و قہر الٰہی، موجودات کو فنا کرکے اس کو عدم ذاتی کی طرف رجوع کراتے ہیں۔ یحییٰ علیہ السلام کے نام میں دو باتیں ہیں۔ ایک، یہ پہلا نام ہے جو رکھا گیا۔ (اسْمُهُ يَحْيَىٰ) لَمْ نَجْعَل لَّهُ مِن قَبْلُ سَمِيًّا [(یعنی) اس کا نام یحییٰ ہے] ہم نے اس سے پہلے ان کا ہم نام نہیں بنایا، (مریم:۷)۔ اور (دوسرے یہ کہ) ان کے نام میں حیات کا مادّہ ہے۔ گویا زکریّا علیہ السلام کا نام، یحییٰؑ سے زندہ رہتا ہے۔ ان کا نام کیا ہے گویا علم ذوقی ہے، کہ جب تک اس کو نہ جانیں کچھ اس کا پتا نہیں لگتا۔ ہر چند کہ آدمؑ کا نام شیثؑ سے اور نوحؑ کا ذکر سامؑ سے چلا۔ اور دوسرے انبیا بھی ایسے گزرے ہیں، مگر خدا نے کسی کو یہ دو باتیں نہ دیں۔ (یہ) دنیا میں پہلا نام (ہے)، اور خود اس نام میں اس صفت کی طرف اشارہ ہے کہ یہ باپ کے نام کو زندہ کرنے والے ہیں۔ یہ نعمت اللہ تعالیٰ نے زکریّا علیہ السلام ہی کو دی۔

حضرت زکریّاؑ نے دعا کی تھی، فَهَبْ لِي مِن لَّدُنكَ وَلِيًّا، (یعنی) {اے پروردگار!} تو مجھ دے، ہبہ کر، اپنی طرف سے ولی، (مریم:۵)۔ دیکھو! مِن لَّدُنكَ کے لفظ کو جو ذاتِ حق پر دال ہے، پہلے رکھا، مقدم کیا۔ جیسے بی بی آسیہ، زوجہ فرعون نے (رَبِّ ابْنِ لِي) عِندَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ، [(یعنی اے میرے رب تو میرے لیے) اپنے پاس جنت میں ایک گھر بنا، (التحریم:۱۱)] کو مقدم کیا جو ذاتِ حق پر دال ہے، بہ نسبت بیت کے۔ کیوں کہ (مثل مشہور ہے) الجارّ قبل الدّار، {یعنی} اول اچھے ہمسائے کو ڈھونڈو، پھر گھر ڈھونڈنا۔

اللہ نے یہی ان پر کرم کیا کہ حاجت براری کی اور بیٹا دیا۔ اور نام رکھا بھی تو ایسا کہ نام، کام پر دلالت کرتا ہے۔ زکریّاؑ نے اللہ سے اولاد کے لیے دعا کی تھی جو باپ کے بقائے نام کا سبب ہے۔ اس کی مقبولیت خود نام سے ظاہر ہو جائے۔ یحییٰؑ تو ہمیشہ بے شادی کے ناڑ بند رہے۔ ان کو اولاد تو ہوئی نہیں۔ پھر ان سے زکریّاؑ کا نام کیا (یعنی کیوں کر) چلا۔۔؟ بات یہ ہے کہ انبیا کے پاس اہم یادِ خدا اور تبلیغ و دعوت الی اللہ ہے۔ لہٰذا زکریّاؑ نے اولاد میں بقائے ذکر اللہ کو اختیار کیا۔ اس لیے کہ بیٹا باپ کا راز اور اس کا خلاصہ ہوتا ہے۔ زکریّاؑ کی دعا میں ہے، يَرِثُنِي وَيَرِثُ مِنْ آلِ يَعْقُوبَ، (یعنی) {وہ لڑکا} میرا وارث ہو اور اولادِ یعقوب کا وارث ہو، (مریم:۶)۔ انبیا کا ورثہ، ترکہ کیا ہے۔۔؟ ذکر اللہ اور اس کی تبلیغ اور اس کی طرف دعوت۔

اس کے بعد واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ نے یحییٰؑ پر اپنا سلام بھیجا۔ فرماتا ہے،وَسَلَامٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا،(یعنی){یحییٰ پر} سلام ہے جس دن وہ پیدا ہوا، جس دن وہ مرتا ہے، اور جس دن وہ اٹھے گا، زندہ ہو کر،(مریم:۱۵)۔ اور صفتِ حیات کی طرف اشارہ کیا جو ان کے نام سے نکلتا ہے۔ اور اپنے سلام کی ان پر اطلاع دی۔ ظاہر ہے کہ یہ کلام، حق تعالیٰ کا ہے جو حق و صدق ہے۔ قطعی و یقینی ہے۔ جناب عیسیٰ روح اللہ فرماتے ہیں،وَالسَّلَامُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدتُّ وَيَوْمَ أَمُوتُ وَيَوْمَ أُبْعَثُ حَيًّا(یعنی) سلام ہے مجھ پر جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن میں مروں اور جس دن میں اٹھوں گا زندہ ہو کر،(مریم:۳۳)۔ اس قول سے جناب عیسیٰؑ کی فنائیت و اتحاد ظاہر ہوتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کا یحییٰؑ کے متعلق سلام کا فرمانا اس کا اتحاد و کلام اللہ ہونا اور بلا تاویل ہونا ظاہر ہے۔ کلام عیسیٰؑ میں فنائیت کی تاویل ضروری ہے، تب کہیں کلام اللہ سمجھا جائے گا۔

عیسیٰؑ کا معجزہ، ان کا خرقِ عادت (یعنی خلافِ معمول) گھوارے میں کلام کرنا ہے۔ جس وقت اللہ تعالیٰ نے ان کو گویا اور ناطق فرمایا اس وقت ان کی عقل قوی اور ان کے قویٰ کامل ہو گئے تھے حالاں کہ وہ بہت چھوٹے بچے تھے۔ پس اس وقت بلحاظ الخبر یحتمل الصدق والکذب کے (یعنی بات کتنی سچ ہے یا غلط) کذب کا احتمال عقلی اس وقت دُور ہو گا جب جناب عیسیٰ روح اللہ بڑے ہو کر، بالغ ہو کر، اپنے افعال سے ثابت کریں گے۔۔۔ بخلاف، قول اللہ تعالیٰ کے یحییٰ علیہ السلام کے حق میں، کہ اس میں احتمالِ کذب کی گنجائش نہیں۔ عنایتِ الٰہی جو یحییٰؑ پر ہے وہ ناقابل التباس ہے (یعنی اس میں کوئی شک نہیں)، بہ نسبت سلام عیسیٰؑ کے خود اپنے پر۔ اگرچہ قرائنِ احوال دلالت کرتے ہیں کہ جناب عیسیٰؑ، اللہ تعالیٰ سے قریب ہیں۔ ان کا گھوارے میں اپنی ماں کی براءت (یعنی ہر طرح کے الزام سے بری رکھنے) کے لیے کلام کرنا، وہ بھی بطور شاہد کے ان کے صادق ہونے پر واضح طور پر دلالت کرتا ہے۔ اور دوسرا شاہد، تنۂ درختِ خرما (کھجور کے درخت) کا ہلنا اور تازہ کھجور کا گرنا (ہے، اور وہ بھی) بغیر نر کے پھول کے مادہ کو ڈالے ہوئے۔ (یوں) بی بی مریم نے عیسیٰؑ کو جنا، بغیر خاوند کے، بغیر مرد کے، بغیر زناشوئی کے تعلقات کے۔

فرض کرو کہ ایک نبی نے دعویٰ کیا کہ میرا معجزہ، میری نشانی یہ ہے کہ یہ دیوار بات کرے اور دیوار نے بات کی۔ مگر کہا تم کاذب ہو۔ تم رسول نہ ہو۔ تو یہی معجزہ صحیح ہوا اور دیوار کے کہنے پر التفات نہ کیا جائے گا۔ اور ثابت ہو جائے گا کہ وہ رسول اللہ ہے۔ جب کہ یہ احتمال عقلی، کلام جنابِ عیسیٰؑ میں ان کی طرف باقی ہے، باوجود ان کی والدہ کے اشارے کے، جب کہ وہ گھوارے میں ہیں۔ تو اس اعتبار سے سلام خدا یحییٰؑ پر ارفع و اعلیٰ ہے۔

جناب عیسیٰؑ نے إِنِّي عَبْدُ اللَّـهِ (یعنی) میں اللہ کا بندہ ہوں،(مریم:۳۰)] کیوں کہا۔۔؟ اس واسطے کہ بعض نادانوں نے ان کو ابن اللہ (اللہ کا بیٹا) کہا۔ ان کا معجزہ تو ان کے بات کرتے ہی ثابت ہو چکا۔ اور ان کا عبداللہ ہونا بھی اس گروہ کے پاس ثابت ہو گیا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کے قائل تھے۔ اب رہ گیا زائد کلام، یعنی، آتَانِيَ الْكِتَابَ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا،(یعنی) اس نے مجھے کتاب دی اور مجھے نبی بنایا ہے،(مریم:۳۰)۔ یہ سب بعد کے زمانے میں واقع ہوئے اور کذب کے احتمال عقلی کو باطل کر دیا۔ اور گھوارے میں جو کچھ فرمایا تھا اس کی صداقت (بھی) ظاہر ہو گئی۔ ہمارے اشارات کی حقیقت تک پہنچو اور اس کو پہچانو۔